برگِ نعت

نذر عابد

برگِ نعت

نذر عابد

حسنِ ادب فیصل آباد

ASIAN RESEARCH INDEX

Barg e Naat
By
Nazar Abid

Feb, 2022

OPEN ACCESS
Licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

جملہ حقوق بحقِ شاعر محفوظ ہیں

کتاب: برگِ نعت
شاعر: نذر عابد
کمپوزنگ: شبیر آکاش/ثنا راجا
سرورق: عارف حسین عارف
اشاعتِ اوّل: فروری ۲۰۲۲ء
اہتمام: حسنِ ادب، فیصل آباد
قیمت: ۴۰۰ روپے

ARI ID: 1689950402311

انتساب

محترم دوست محمد شفیق اعوان کے نام
جو نعت گوئی کی طرف مسلسل توجہ دلاتے رہے

وَرَفعنالَکَ ذِکرَک

اور ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا۔

(الانشراح: آیت ۴)

فہرست

❖ برگِ سبز است تحفہ درویش — ڈاکٹر عزیز احسن ۰۷
❖ مرے خدا مری شاخِ سخن میں نم رکھنا ۱۱
❖ پھر قلم پر کھلا راستہ نعت کا ۱۳
❖ نعت در نعت ہے سلسلہ نعت کا ۱۵
❖ برکتوں سے بھرا ہے سفر نعت کا ۱۷
❖ یہ زمیں نعت ہے آسماں نعت ہے ۱۹
❖ اندھیروں میں کھلا کیسا دریچہ ۲۱
❖ بے خبر تھا آگہی کا ہر دریچہ مجھ پہ وا تم نے کیا ۲۳
❖ شہرِ سخن میں ایسا خزانہ نہیں ملا ۲۵
❖ کرم مجھ پر بھی اے فخرِ بشرؐ کر دے ۲۷
❖ ممدوحِ ربّ! میں کیا کہوں بابِ صفات میں ۲۹
❖ یوں مہرباں ہوا ہے مہینہ رسولؐ کا ۳۱
❖ حضورِ شاہؐ کھڑا ہوں میں نعت لکھتے ہوئے ۳۳
❖ تڑپ رہا ہوں بلاوا مگر نہیں آتا ۳۵
❖ مانا کہ زمانہ ستم ایجاد بہت ہے ۳۷
❖ نور افشاں، نور زا غارِ حرا ۳۹
❖ آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں آثار نبیؐ کے ۴۱
❖ آنکھوں میں جو رقصاں ہوئے آثارِ مدینہ ۴۳
❖ دکھ جھیلے اور داغ بھی کھائے دین کی خاطر آقاؐ نے ۴۵

❖ قیادت کے کنائے ہیں ترے محراب و منبر	۴۷
❖ کوئی تو ابرِ مودّت، کوئی سحابِ کرم	۴۹
❖ شہری ہوں مدینے کے یا اعرابِ مدینہ	۵۱
❖ یہ محبت اور شفقت آپؐ کی	۵۳
❖ بہت ہی میٹھی ہیں پیارے رسولؐ کی باتیں	۵۵
❖ صاحبِ خلقِ عظیم آپؐ کی ذاتِ اقدس	۵۷
❖ کاش احکام حضورؐ آپ کے صادر ہوتے	۵۹
❖ خوش رنگ و خوش نما ہے وہ گنبد جو سبز ہے	۶۱
❖ مدینے سے شاید پیام آ گیا ہے	۶۳
❖ ہم مدینے کی گلیوں میں جب جائیں گے	۶۵
❖ غلام آیا ہے آقا مگر ہے شرمندہ	۶۷
❖ راز کیسے ہیں کہ جو دل پہ عیاں ہوتے ہیں	۶۹
❖ جب بھی درپیش مصیبت کی گھڑی ہوتی ہے	۷۱
❖ منبعٔ معرفت، آگہی ہے وحی	۷۳
❖ اُنؐ کا ہے پیغام آفاقی اور مخاطب سب انسان	۷۵
❖ تمام انسانیت کے محسنؐ، سلام انؐ پر درود انؐ پر	۷۷
❖ نمو کی سمت بتانے کو برگِ نعت آیا	۷۹
❖ مطلعاتی نعت	۸۱
❖ مثنوی سیرتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	۸۳
❖ قطعہ در تحدیثِ نعمت	۱۱۸
❖ سلام	۱۱۹

❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖

برگِ سبز است تحفہء درویش!

عموماً کسی کی جناب میں کوئی نذرانہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں ’’یہ فقیر کا ناچیز تحفہ ہے قبول فرمائیے‘‘۔کسی شاعر نے اس بات کو یوں کہا تھا............

ع برگِ سبز است تحفہء درویش

منیر شکوہ آبادی نے فارسی کے اس مصرعے پر گرہ بھی لگا دی:

نذر جو میں نے کی ہے یہ درپیش
برگِ سبز است تحفہء درویش

نذر عابد صاحب اردو کے استاد ہیں، انھوں نے اپنے نعتیہ نذرانے کو ’’برگِ نعت‘‘ اسی استعاراتی پس منظر میں کہا ہے۔کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ شاعر، نبیء کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عاجزانہ، انکسارانہ اور فدویانہ انداز میں تحفہ پیش کرنے کا متمنی ہے، تاہم وہ اپنے تحفے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے شایاں ہرگز نہیں سمجھتا۔

نذر عابد کائنات کو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا ایسا نگارخانہ تصور کرتے ہیں جس میں لحظہ بہ لحظہ رسولِ گرامی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تعریف وتوصیف کا عمل جاری ہے۔اللہ ربّ العزت کی طرف سے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں درود وسلام پیش کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بلند فرمانے کا بھی التزام کیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں اگر کائنات کو استعاراتی زبان میں ’’جہانِ نعت‘‘ کہا جائے تو یہ تکوینِ کائنات کی بہترین تعبیر ہوگی۔درج ذیل شعر میں سارے جہان کو نعت کا نام دینے سے شاعر کی یہی مراد ہے:

یہ زمیں نعت ہے، آسماں نعت ہے
سوچیے تو یہ سارا جہاں نعت ہے

سارے جہاں کی وسعتوں اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں و رفعتوں کے پیشِ نظر،

شاعر کو نعت گوئی، انتہائی گرانقدر، انتہائی مشکل اور حد درجہ نازک، مقدس اور venerable معلوم ہوتی ہے۔ اسی لیے نعت کہنے کے ہنگام، اپنی کم مائیگی کے ساتھ ساتھ اپنی خطا کاری کے استحضار سے اس پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے اور وہ کہہ اٹھتا ہے:

خطائیں اپنی جو سوچوں تو کانپ اٹھتا ہوں
زمیں کے بیچ گڑا ہوں میں نعت کہتے ہوئے

نذر عابد کو فکرِ انسانی کی کجی اور افکار کی بے سمتی کا بڑی شدت سے احساس ہے۔ وہ وحیء ربانی کی روشنی سے گریزاں فکر کو بجا طور پر گمراہی تصور کرتے ہیں۔ ان کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہی کافی ہے، کیوں کہ ''گفتۂ اُو (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، گفتۂ اللہ بود''۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خم ٹھوک کر کہتے ہیں:

بے کار ہے افکار کی دنیا میں بھٹکنا
مجھ کو تو حضورؐ آپ کا ارشاد بہت ہے

پھر اس خیال کو ایک اور شعر کی وضاحتی روشنی سے مستنیر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اندھیروں میں بھٹکتی گمرہی کے راستوں میں
ہمیشہ جگمگا ئے ہیں ترے محراب و منبر

اس پوری نعت کی ردیف ''محراب و منبر'' ہے، اس طرح شاعر نے ''محراب و منبر'' کو ہدایت کے سرچشمے کی علامت بنا کر پیش کیا ہے۔ ایک اور شعر میں کہا ہے:

ترے در سے صداقت کی شعائیں پھوٹتی ہیں
وحی کا نور لائے ہیں ترے محراب و منبر

اس شعر میں نذر عابد نے ''وَحی'' کا لفظ، عربی کے بجائے اردو میں رائج اور مستعمل تلفظ استعمال کیا ہے۔ بہر حال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ شاعر نے بڑے سلیقے سے ''محراب و منبر'' کی ردیف کو علامتی رنگ دے کر تلمیحاتی اشارے بھی کر دیے ہیں۔

تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اشاعت کا سب سے قبل اور سب سے اہم انتظام اصحابِ

رسول علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ورضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے توسط سے ہوا تھا اس لیے شاعر نے بجا طور پر اس حقیقت کو شعری قالب دے دیا ہے:

صحابہؓ نے تری تعلیم اور حسنِ عمل سے
بہ ہر صورت سجائے ہیں ترے محراب و منبر

نذر عابد صاحب نے ایک نعت میں ''غارِ حرا'' کو بھی بہت خوبصورتی سے ہر خیر کا منبع اور حق وصداقت کی علامت بنا کر پیش کیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

نور افشاں نور زا غارِ حرا روشنی کا سلسلہ غارِ حرا
جادۂ حق و ہدایت اِس طرف خیر کا ہر راستہ غارِ حرا
جملہ امراضِ جہاں کے واسطے کامل و اکمل شِفا غارِ حرا

نعت گو شعرا کا عصری شعور انھیں اس بات پر بھی ابھارتا ہے کہ وہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں عمل آمادہ ترغیبی متن کو شعری آئینہ بنا کر پیش کریں۔ فی زمانہ امتِ مسلمہ کی سب سے بڑی بھول نبی کریمؐ کی غیر مشروط شفاعت کا تصور ہے۔ شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امید پر معاشرے میں ہر طرح کی بے راہ روی عام ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعرا نعت کے پردے میں تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اصل روح کی طرف اپنے قارئین کو متوجہ کرتے ہیں۔ ''برگِ نعت'' کے شاعر نے بھی شفاعت کا اصل تصور شعری قالب میں ڈھالتے ہوئے، اتباعِ سنت کی شرط لگائی ہے:

آپؐ کے رستے پہ چلنا شرط ہے
مستند ہے گو شفاعت آپؐ کی

ساتھ ہی اس حقیقت کا بھی برملا اظہار کر دیا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باتیں یعنی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے:

زمانہ اُس کو خس و خاک میں بدلتا ہے
ہوا میں جو بھی اُڑائے رسولؐ کی باتیں

کتاب میں ایک مثنوی بھی شامل ہے جس میں تاریخی واقعات اور سیرتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقوش، آئینۂ شعر میں جگمگا رہے ہیں۔ مثنوی کے آخری اشعار میں ''استغاثہ'' پیش کیا گیا ہے۔ کہتے ہیں:

ہم کہ پاتال میں گرتے ہی چلے جاتے ہیں
ظلمتِ دہر میں گِھرتے ہی چلے جاتے ہیں
روشنی ہم کو ہدایت کی عطا کر دیجے
دامنِ یاس کو امید سے پھر بھر دیجے
نامور پھر سے ہوں کچھ اہلِ دول کی صف میں
سُرخرو ہم بھی ہوں اقوام و ملل کی صف میں

اور پھر سلام پیش کرتے ہوئے مثنوی کو اختتام سے ہم کنار کیا ہے:

آپؐ کے ذکر کی رفعت پہ سلام و رحمت
آپؐ کی فکر و ہدایت پہ سلام و رحمت
آپؐ کی رحمت و رافت پہ سلام و رحمت
آپؐ کی وسعتِ رحمت پہ سلام و رحمت

مجھے ''برگِ نعت'' کے شعری نگارخانے کے فکری کینوس (canvas) پر شاعر کی تخلیقی دانش میں تاریخی شعور، اپنی کم مائیگی کا احساس اور عہد کی تیرہ فضا کو تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جگمگانے کی شدید آرزو نظر آتی ہے۔

شاعر نے ذاتی احساس کو امتِ مسلمہ کے اجتماعی شعور کا حصہ بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس مجموعۂ نعت کو قبولیت کی پاکیزہ فضاؤں سے نوازے، نذر عابد صاحب کو اس کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر عزیز احسن

ڈائریکٹر نعت ریسرچ سنٹر کراچی
بدھ: ۲۹/ رجمادی الثانی ۱۴۴۳ھ
مطابق: دوم فروری ۲۰۲۲ء

❖

مرے خدا ! مری شاخِ سخن میں نم رکھنا
مرے حروف کے غنچوں کو تازہ دم رکھنا

اِرادہ نعت کے لکھنے کا ہے مرے مولا!
حضورِ شاہِ عربؐ کچھ مرا بھرم رکھنا

سخن کے دشت میں نکلا ہوں پھول چُننے کو

سو میرے دستِ ہنر پر بہت کرم رکھنا

گھرا ہوا ہوں مصائب کے گُھپ اندھیرے میں
نبیؐ کے صدقے میں مولا! بہت کرم رکھنا

شفاعتوں کا ہو جب سلسلہ قیامت میں
مجھے بھی زیرِ نگاہِ شہِ اُممؐ رکھنا

کبھی کبھی تو مری حاضری کی صورت ہو
مرے سفر میں خدایا! رہِ حرم رکھنا

یہ شہرِ نعت ہے اس میں ادب تو لازم ہے
نہیں ہے کھیل تماشا یہاں قدم رکھنا

❖

پھر قلم پر کُھلا راستہ نعت کا
پھیلتا ہی گیا سلسلہ نعت کا

خوشبوؤں سے لدے لفظ اُترنے لگے
یوں لگا اک چمن کِھل اُٹھا نعت کا

آنکھ میں تازگی سی کوئی بھر گئی

سبزۂ نو بہ نو بچھ گیا نعت کا

میرے لفظوں کو پھر باریابی ملی
ہوگیا ، ہوگیا فیصلہ نعت کا

نعت جس بھی گھڑی اک مکمل ہوئی
اِذن پھر مل گیا اک نیا نعت کا

میں نے کاغذ پہ کچھ لفظ یو نہی لکھے
غور سے جب پڑھا ، شعر تھا نعت کا

اک مہک سی مرے نطق میں بھر گئی
یہ بھی ہے اک نیا سلسلہ نعت کا

حجرۂ جاں میں پھر روشنی ہو گئی
پھر نیا اک دیا جل اُٹھا نعت کا

پھر سے شاخِ سخن تازہ تر ہو گئی
جو کِھلا ہے ابھی پھول تھا نعت کا

❖

نعت در نعت ہے سلسلہ نعت کا
کیا عجب ذائقہ شعر کا، نعت کا

نعت لکھتے ہوئے اک جھجک سی رہی
گو ارادہ کیا بارہا نعت کا

دولتِ دو جہاں مل گئی ہے مجھے

اک خزانہ ملا بے بہا نعت کا

سطرِ عنوانِ نعت آپؐ کی ذات ہے
سیرتِ مصطفیٰؐ حاشیہ نعت کا

یہ تو سرکارؐ کی ہے نگاہِ کرم
ورنہ کس کو تھا یاں حوصلہ نعت کا

نعت کا ذکر ہو، نعت کی بات ہو
دل کو بس بھا گیا تذکرہ نعت کا

تیرگی چھٹ گئی، مجھ کو اب مل گیا
جگنوؤں سے بھرا راستہ نعت کا

❖

برکتوں سے بھرا ہے سفر نعت کا
رُوح پر ہو رہا ہے اثر نعت کا

لفظ آتا ہے تو اِذنِ سرکارؐ سے
ایک اک لفظ ہے معتبر نعت کا

راہِ مضمونِ تازہ کہاں بند ہے

تا قیامت کُھلا ہے یہ درِ نعت کا

دشتِ شعر و سخن کی کڑی دُھوپ میں
سایہ دیتا رہے گا شجر نعت کا

شاخِ معنی ہوئی بارور، آگیا
برگ و بار ثنا اور ثمر نعت کا

اِس پہ ابلیس کا آنا جانا نہیں
راستہ ہے سدا بے خطر نعت کا

اکتساب اِس میں ذرّہ برابر نہیں
ہے سراسر عطا یہ ہنر نعت کا

حاضری ہو کبھی روضۂ پاک پر

لے کے دیوان یہ مختصر نعت کا

❖

یہ زمیں نعت ہے، آسماں نعت ہے
سوچیے تو یہ سارا جہاں نعت ہے

چاند تاروں کی ساری گزرگاہیں بھی
اور معراج کی کہکشاں نعت ہے

پھول کلیاں ، پرندوں کی سب بولیاں

ہر قدم ہر روش گلستاں نعت ہے

رقص کرتے بگولے بیابان میں
اور صحرا کی ریگِ رواں نعت ہے

موج ہو یا صدف، قطرہ ہو یا گہر
اور دریا کا آبِ رواں نعت ہے

جنگلوں کی ہوا ہو کہ بادِ صبا
صبحِ گُل ہو کہ شامِ خزاں نعت ہے

آیۂ اِنَّما، سورۂ والضُّحیٰ
اور قرآن کا ہر بیاں نعت ہے

وجہِ تخلیقِ کون و مکاں آپؐ ہیں

اِس لیے حق یہ ہے کُل جہاں نعت ہے

❖

اندھیروں میں کھلا کیسا دریچہ
حرا سے روشنی دیتا دریچہ

نہ جانے کب کہیں سے نعت اُترے
خیالوں کا کھلا رکھا دریچہ

سدا آئے صدا صلِّ علیٰ کی

نبیؐ کے ذکر کا رسیا دریچہ

ہوائے سبز آتی ہے وہاں سے
بنا ہے گنبدِ خضرا دریچہ

ہوئی مدت مدینے حاضری کی
کھلا ہے اب بھی یادوں کا دریچہ

بہ رنگِ اجتہاد، اجماعِ اُمت
یہی ہے فِکر تازہ کا دریچہ

مجھے سرشار رکھتا ہے یہ گھر میں
مدینے کی طرف رکھا دریچہ

سخن کو معتبر رکھتا ہے ہر دم

یہ رنگِ نعت میں ڈوبا دریچہ

❖

بے خبر تھا آگہی کا ہر دریچہ مجھ پہ وا تم نے کیا
میں اندھیرے میں کھڑا تھا روشنی سے آشنا تم نے کیا

ہر صدائے نرم وشیریں دب گئی تھی اک خروشِ جبر میں
چیختے چنگھاڑتے اِس ظلم کو پھر بے صدا تم نے کیا

آنکھ تھی پر سب مناظر، سب مظاہر اُس کی قدرت میں نہ تھے

نوعِ انساں کی نظر کو پُر بصیرت ، پُرضیا تم نے کیا

خانۂ دل پر تسلط تھا جہالت کی اندھیری رات کا
آفتاب ِ معرفت سے پھر اُجالا صبح کا تم نے کیا

ہر بشر کی ہر نوا میں ، ہر نفس میں بھر گئی تھی آگ سی
جلتے صحرا کی ہوائے آتشیں کو پھر صبا تم نے کیا

اے مرے قرآنِ ناطقؐ! حرف سارے ہوگئے تھے بے ثمر
پھر بیاں کی خشک اور بے جان کھیتی کو ہرا تم نے کیا

❖

شہرِ سخن کو ایسا خزانہ نہیں ملا
صلِّ علیٰ سے بڑھ کے ترانہ نہیں ملا

میرے رسولؐ! تو کہ شہہِ ہست وبود ہے
کوئی بھی تیرا لمحہ شہانہ نہیں ملا

اُٹھا جو تیرے در سے بصد نخوت و غرور

اُس شخص کو کہیں بھی ٹھکانہ نہیں ملا

اک ذرہ تیرے نقشِ کفِ پا کا پا گئی
دستِ ہوا کو ایسا خزانہ نہیں ملا

چُن لیتے تیری راہ کے کانٹے پلک پلک
افسوس! ہم کو تیرا زمانہ نہیں ملا

کیسے کروں میں آیۂ تطہیر کا بیاں
دھرتی کو پھر سے ویسا گھرانا نہیں ملا

❖

کرم مجھ پر بھی اے فخرِ بشرؐ کر دے
خذف ہوں اک نظر کر کے گہر کر دے

سیہ راتیں لہو میں دوڑتی ہیں اب
من آنگن میں کبھی آ کر سحر کر دے

میں جلوہ ہائے شہرِ علم پا لوں گا

مگر پہلے عیاں اسرارِ در کر دے

ہو نقشِ پا ترا مسجودِ چشمِ تر
اِسی صورت بصارت معتبر کر دے

ثنا کی رُت قلم پر بھیج کر اب کے
مری شاخِ سُخن کو باثمر کر دے

❖

ممدوحِ ربّ! میں کیا کہوں بابِ صفات میں
قرآن بولتا ہے تری بات بات میں

پھر دے پناہِ شانہ و دستِ علیؓ ہمیں
قوت نمو پذیر ہے لات و منات میں

منزل شناس راہ کا ادراک بخش دے

کب سے بھٹک رہا ہوں میں صحرائے ذات میں

ہمت دلوں کو ، ہاتھ کو شمشیرِ نور دے
بیٹھی ہوئی ہے رات اُجالے کی گھات میں

مجھ پر بھی ایک اور عنایت کی ہو نظر
رحمت تری ہے عام بہت کائنات میں

❖

یوں مہرباں ہوا ہے مہینہ رسولؐ کا
دل بن گیا ہے پھر سے مدینہ رسولؐ کا

خاکِ مدینہ پائی تو خوشبو خجل ہوئی
شامل ہے اِس میں پاک پسینہ رسولؐ کا

فدیہ ہو علم کا کہ مواخات کا عمل

تاریخ دیکھتی تھی قرینہ رسولؐ کا

قربان ہم تو دونوں کی آب و ہوا پہ ہیں
مکّہ خدا کا اور مدینہ رسولؐ کا

طوفان میں گھرا ہوں پہ مدحت زباں پہ ہے
یہ نعت بھی ہے ایک سفینہ رسولؐ کا

❖

حضورِ شاہ ﷺ کھڑا ہوں میں نعت لکھتے ہوئے
قسم خدا کی بڑا ہوں میں نعت لکھتے ہوئے

خطائیں اپنی جو سوچوں تو کانپ اُٹھتا ہوں
زمیں کے بیچ گڑا ہوں میں نعت لکھتے ہوئے

درِ خدا بھی ملا ہے ترے ہی در کے طفیل

ترے ہی در پہ کھڑا ہوں میں نعت لکھتے ہوئے

یہ کائنات ہے انگشتری کی صورت میں
نگیں مثال جڑا ہوں میں نعت لکھتے ہوئے

میں نعت لکھنے کے قابل کہاں ہوا عابدؔ
سو خود سے یوں بھی لڑا ہوں میں نعت لکھتے ہوئے

❖

تڑپ رہا ہوں بُلاوا مگر نہیں آتا
مدینے جاؤں پہ اِذنِ سفر نہیں آتا

تری ثنا سے نہ جب تک حروف تر ہوں مرے
سُخن کی شاخ پہ تب تک ثمر نہیں آتا

دلوں کا حال بدلتا ہے میرا ربّ لیکن

بغیر تیری دُعا کے عمرؓ نہیں آتا

کرم کہ ذات تری افصح العرب ٹھہری
کہ نعت لکھنے کا مجھ کو ہُنر نہیں آتا

درود گر نہ پڑھیں اِس کے اوّل و آخر
دُعائے نیم شبی میں اثر نہیں آتا

❖

مانا کہ زمانہ ستم ایجاد بہت ہے
مجھ کو شہہِ کونینؐ کی امداد بہت ہے

آیا تھا تصور میں بس اک پل کو مدینہ
دل ہے کہ اُسی لمحے سے آباد بہت ہے

بیکار ہے افکار کی دُنیا میں بھٹکنا

مجھ کو تو حضورؐ آپؐ کا ارشاد بہت ہے

کچھ اِس کے سنورنے کا بھی سامان ہو آقاؐ
بستی جو زمیں پر ہے وُہ برباد بہت ہے

ایمان کی شمعیں ہوں فروزاں دل و جاں میں
اِس دورِ سیہ رنگ میں الحاد بہت ہے

❖

نُور افشاں، نُور زا غارِ حرا
روشنی کا سلسلہ غارِ حرا

معرفت کے ستوؤں کی خوشبوئیں
منبعِ آبِ بقا غارِ حرا

ربِّ کعبہ کا کلامِ آخریں

اور اُس کی ابتدا غارِ حرا

جادۂ حق و ہدایت اِس طرف
خیر کا ہر راستہ غارِ حرا

کائناتِ نُور کی پہلی کرن
روشنی کی انتہا غارِ حرا

ملجا و ماویٰ یتیموں کے لیے
بے نواؤں کی نوا غارِ حرا

جملہ امراضِ جہاں کے واسطے
کامل و اکمل شفا غارِ حرا

۴

❖

آنکھوں کو بھلے لگتے ہیں آثار نبیؐ کے
ہر سمت ہیں بکھرے ہوئے انوار نبیؐ کے

در پیش ہے پھر مرحلہ خیبر و مرحب
پھر آئیں نظر حیدرِ کرارؓ نبیؐ کے

دونوں ہی دل و جان سے قربان تھے اُن

پر
مکے کے مہاجرؓ ہوں کہ انصارؓ نبیؐ کے

بوبکرؓ و عمرؓ ،حیدرؓ و عثمانِ غنیؓ تک
ہیں قابلِ اکرام سبھی یار نبیؐ کے

دل ہو کہ دماغ اِن سے منور ہیں ہمہ دم
آنکھوں کا اُجالا ہیں یہ افکار نبیؐ کے

اِن کے ہیں مکیں آیۂ تطہیر کے مالک
ہیں کتنے مقدس در و دیوار نبیؐ کے

سوچیں تو نہیں آتے ہیں گننے میں بھی عابدؔ
اُمت کے لیے اتنے ہیں ایثار نبیؐ کے

❖

آنکھوں میں جو رقصاں ہوئے آثارِ مدینہ
ہر سمت برسنے لگے انوارِ مدینہ

اب تک ہیں بدستور دل و جان معطر
سانسوں میں گھلی تھی کبھی مہکارِ مدینہ

دل ہے کہ دھڑکتا ہے بہت نامِ نبیؐ پر
آنکھوں میں نمی لاتا ہے تذکارِ مدینہ

اپنے ہوں پرائے ہوں بٹے فیض برابر
تاریخ کو معلوم ہے معیارِ مدینہ

جو ابنِ اُبی کے ہیں مقلد کبھی اُن پر
کھلنے ہی نہیں پاتے ہیں اسرارِ مدینہ

تعمیر کیا ایک نیا عالمِ اقدار
معمارِ جہاں اصل ہیں معمارِ مدینہ

رحمت کا حصار ایک بناتی ہے مکمل
عالم کو لیے باہوں میں پرکارِ مدینہ

❖

دُکھ جھیلے اور داغ بھی کھائے دین کی خاطر آقاؐ نے
کیسے کیسے رنج اُٹھائے دین کی خاطر آقاؐ نے

طائف کے بازار کے اندر خون نبیؐ کا بہتا تھا
کیسے کیسے زخم اُٹھائے دین کی خاطر آقاؐ نے

شہر کے لوگوں نے جب اُن سے سارے تعلق توڑ لیے
گھاٹی میں کچھ سال بِتائے دین کی خاطر آقاؐ نے

اپنے پیارے شہر سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے
پتھریلے رستے اپنائے دین کی خاطر آقاؐ نے

دانت شہید ہوئے تھے لیکن اِس سے بڑھ کر یہ دُکھ تھا
حمزہؓ جیسے شیر گنوائے دین کی خاطر آقاؐ نے

اپنے علیؓ کو حکم دیا اور شانوں پر بٹھلایا بھی
صحنِ حرم کے بُت تڑوائے دین کی خاطر آقاؐ نے

آخری خطبے میں لوگوں کو اک جامع پیغام ملا
کتنے پیارے شبد سُنائے دین کی خاطر آقاؐ نے

❖

قیادت کے کنائے ہیں ترے محراب و منبر
ہر اک عالم پہ چھائے ہیں ترے محراب و منبر

تمام انسانیت کے واسطے درسِ ہدایت
مرے ربّ نے بنائے ہیں ترے محراب و منبر

اندھیروں میں بھٹکتی گمرہی کے راستوں میں
ہمیشہ جگمگائے ہیں ترے محراب و منبر

صحابہؓ نے تری تعلیم اور حسنِ عمل سے
بہ ہر صورت سجائے ہیں ترے محراب ومنبر

ترے در سے صداقت کی شعائیں پھوٹتی ہیں
وحی کا نُور لائے ہیں ترے محراب ومنبر

چھڑی جو محوِ گریہ تھی تری فرقت کے اندر
اُسے گودی سلائے ہیں ترے محراب و منبر

نظر میں کیا جچیں گے تخت و تاجِ بادشاہی
مرے دل میں سمائے ہیں ترے محراب ومنبر

❖

کوئی تو ابرِ مودّت، کوئی سحابِ کرم
حضورؐ اب تو کھلے ہم پہ کوئی بابِ کرم

مرے نبیؐ کا وُہ دربارِ محتشم ہے جہاں
نہ کوئی حد ہے کرم کی نہ کچھ حسابِ کرم

ہماری آنکھوں میں کنکر دکھوں کے چبھتے ہیں
علیؓ کا واسطہ! بخشیں ہمیں لعابِ کرم

وُہ جس کو پڑھ کے مؤلف قلوب ہوتے ہیں
اب اُترے ہم پہ بھی صفّہ کا وُہ نصابِ کرم

کہ اب تو تشنہ لبی سے دماغ جلتا ہے
سو کوئی ابر کا چھینٹا کہیں سے آبِ کرم

دلوں میں تیرگی تعبیر کی مسلّط ہے
ہمیں عطا ہو کوئی روشنیِ خوابِ کرم

وفورِ رحمتِ عالم مآبؐ اتنا ہے
عجب نہیں کہ میں لا ہی سکوں نہ تابِ کرم

سلام و ذکر سے ایماں کی آبیاری کروں

کھلے گا نخلِ تمنا پہ یوں گلابِ کرم

حروفِ رحمت و رافت میں چوم لوں عابدؔ
کُھلی ہوئی ہے مرے سامنے کتابِ کرم

❖

شہری ہوں مدینے کے یا اعرابِ مدینہ
ہیں قابلِ رشک آپؐ کے اصحابِ مدینہ

قربان ہوئے آپؐ کی اک ایک ادا پر
مکے کے مہاجر ہوں کہ احبابِ مدینہ

دہلیز پہ آقاؐ کی کھڑے ہیں کہ طلب ہو
سیکھے کوئی جبریلؑ سے آدابِ مدینہ

بجھنے نہیں دیتا ہے کسی منظرِ جاں کو
آنکھوں کے دریچوں میں سجا خوابِ مدینہ

اک بار محبت سے تصور تو کرو تم
اللہ بنا دیتا ہے اسبابِ مدینہ

صحرائے عزیمت ہو کہ میدانِ قیامت
پیاسا نہیں مرتا کبھی سیرابِ مدینہ

بج اُٹھیں گے سب تار مری رُوح کے عابدؔ
ہاتھ آئے کہیں میرے وُہ مضرابِ مدینہ

❖

یہ محبت اور شفقت آپؐ کی
ہم تو چاہیں صرف نسبت آپؐ کی

سب جہانوں ، سب زمانوں پر محیط
اور کیا ہے ؟ صرف رحمت آپؐ کی

آپؐ ہی پر تو نبوت ختم ہے
تا قیامت ہے نبوت آپؐ کی

کامیابی دُنیا و عقبیٰ کی کیا؟

کچھ نہیں ہے ، بس ہدایت آپؐ کی

آپؐ کے رستے پہ چلنا شرط ہے
مستند ہے گو شفاعت آپؐ کی

زَمِلُونی زَمِلُونی کی صدا
اے خدیجہؓ ! وُہ سعادت آپؓ کی

اے ابو بکرؓ و علیؓ و زیدؓ پاک
وُہ سعادت اور وُہ سبقت آپؓ کی

سب ہی سرشارِ نگاہِ خاص ہیں
کیسی بابرکت ہے صحبت آپؐ کی

وُہ حرا سے پھوٹنے والی کرن
روشنی جیسی شریعت آپؐ کی

نعت لکھنا، نعت پڑھنا کچھ نہیں
معتبر ہے بس، سماعت آپؐ کی

❖

بہت ہی میٹھی ہیں پیارے رسولؐ کی باتیں
سو آؤ کرتے ہیں اپنے رسولؐ کی باتیں

خدا کرے کہ یونہی عمر اپنی کٹ جائے
کبھی خدا کی تو گاہے رسولؐ کی باتیں

ہر ایک شے پہ مقدم نبیؐ کا فرمایا
ہر ایک بات سے آگے رسولؐ کی باتیں

سو سیدھی سچی ضمانت ہیں کامیابی کی
ہمارے حق میں ہمارے رسولؐ کی باتیں

زمانہ اُس کو خس و خاک میں بدلتا ہے
ہوا میں جو بھی اُڑائے رسولؐ کی باتیں

جو دین سیکھنا چاہے خلوصِ نیت سے
وُہ عائشہؓ سے تو پوچھے رسولؐ کی باتیں

زمانہ یوں ہی تو روشن خیال ہوتا ہے
کہ لو دکھاتی ہیں سچے رسولؐ کی باتیں

خدا بھی اُس کو یقیناً بُھلائے گا عابدؔ
وُہ شخص جو کہ بھلائے رسولؐ کی باتیں

❖

صاحبِ خلقِ عظیم آپؐ کی ذاتِ اقدس
ہے رؤف اور رحیم آپؐ کی ذاتِ اقدس

شیوۂ خاص سخاوت تھا بنی ہاشم کا
ہے کریم ابنِ کریم آپؐ کی ذاتِ اقدس

ہم کو معلوم نہیں ، صرف خدا جانتا ہے
کتنی ہے کتنی عظیم آپؐ کی ذاتِ اقدس

رحمتیں بانٹتے تفریق بھلا کیا ہو کہ ہے
صاحبِ لطفِ عمیم آپؐ کی ذاتِ اقدس

شاخِ فطرت پہ کِھلا مذہبِ اسلام کا پُھول
اور ایماں کی شمیم آپؐ کی ذاتِ اقدس

آپؐ کے قلب پہ اُترا ہے کلامِ بر حق
حاملِ فکرِ عظیم آپؐ کی ذاتِ اقدس

فوقیت آپؐ کی ہے علم کے ہر درجے میں
کُلِّ ذی علم علیم آپؐ کی ذاتِ اقدس

❖

کاش احکام حضورؐ آپؐ کے صادر ہوتے
اشک آنکھوں میں لیے ہم بھی تو حاضر ہوتے

گنبدِ خضرا کو آنکھوں میں بسائے ہم بھی
راہِ طیبہ کے جنوں خیز مسافر ہوتے

تشنگی رُوح و دل و چشم کی بجھتی رہتی
بس مضافاتِ مدینہ کے مناظر ہوتے

ہم پہنچ جاتے مدینے کی فضا میں اکثر
خوش نصیب اتنے کہاں ہم تھے کہ طائر ہوتے

آپؐ اُن کو بھی تو سینے سے لگا لیتے تھے
آپؐ کے سامنے آنے سے جو قاصر ہوتے

اپنا ہر شعر کسی نعت میں ڈھلتا عابدؔ
کاش اِس پائے کے، اِس شان کے شاعر ہوتے

❖

خوش رنگ و خوش نما ہے وُہ گنبد جو سبز ہے
آنکھوں میں بس رہا ہے وُہ گنبد جو سبز ہے

اِس نامۂ سیاہ کے بدلے پنہ کہاں؟
ہاں ایک آسرا ہے وُہ گنبد جو سبز ہے

چہرے پہ جو لکھی ہے وہ زردی ہے خوف کی
آنکھوں میں تیرتا ہے وہ گنبد جو سبز ہے

دل بھی سفید رنگ کبوتر ہے آس کا
یہ بھی تو ڈھونڈتا ہے وُہ گنبد جو سبز ہے

نیلاہٹوں میں غرق ہے مسموم ہے فضا
تریاق بانٹتا ہے وُہ گنبد جو سبز ہے

میرے لہو سے سُرخ ہے عابدؔ یہ راہِ شوق
مجھ کو بُلا رہا ہے وُہ گنبد جو سبز ہے

❖

مدینے سے شاید پیام آگیا ہے
کہ لب پر درود و سلام آگیا ہے

مہکنے لگا ہے یہ ماحول سارا
کہ لب پر محمدؐ کا نام آگیا ہے

نگاہوں سے سجدے اُبلنے لگے ہیں
کہ اب شہرِ خیرالانامؐ آگیا ہے

حضورؐ اب نگاہِ کرم اپنی کر دیں
غلام آگیا ہے ، غلام آگیا ہے

ہوا پر قدم ہیں کہ صحن ِ حرم ہے
عجب ایک لطفِ خرام آگیا ہے

جہاں صرف سجدے نہیں سر لُٹیں گے
رہِ عشق میں وُہ مقام آگیا ہے

مرے لفظ اب نعت میں ڈھل رہے ہیں
سو رنگِ سخن میں دوام آگیا ہے

عطا ہوں گے حمد و ثنا کے ترانے
کہ عابدؔ یہ ماہِ صیام آگیا ہے

❖

ہم مدینے کی گلیوں میں جب جائیں گے
اشک اپنے تو تھمنے نہیں پائیں گے

ابرِ رحمت کے چھینٹے برس جائیں گے
اشک آنکھوں میں ہم جب بھی چھلکائیں گے

ہاتھ خالی تو واں سے نہیں آئیں گے
اک شفاعت کی سوغات تو لائیں گے

صبح ہو ، شام ہو، رات ہو یا کہ دن
اُن کی توصیف کے گیت ہم گائیں گے

زندگی کی کڑی دُھوپ میں خود کو ہم
گنبدِ سبز کے سائے میں پائیں گے

جب مدینے سے رُخصت کی ہو گی گھڑی
غمزدہ دل کو ہم کیسے بہلائیں گے

❖

غلام آیا ہے آقاؐ مگر ہے شرمندہ
جھکی ہوئی ہیں نگاہیں ، نظر ہے شرمندہ

لبوں پہ کوئی بھی اک لفظ آ نہیں پاتا
دُعا کو ہاتھ اُٹھیں کیا اثر ہے شرمندہ

ہمارے ہاتھ بھی خالی ہیں اور دامن بھی
مدینے جاتے ہیں لیکن سفر ہے شرمندہ

بڑھا سکا نہ یہ ایمان کی حرارت کو
سو میرے دل میں دہکتا شرر ہے شرمندہ

اب ایک در پہ جُھکے بھی تو کیسے جُھک پائے
کہاں کہاں اِسے رکھا کہ سر ہے شرمندہ

مجھے یقین ہے اپنے کریم آقاؐ پر
صدا کرم کی سنوں گا، ''کدھر ہے شرمندہ''

مجھے سلیقۂ توصیف ہی نہیں عابدؔ
میں نعت لکھتا ہوں لیکن ہنر ہے شرمندہ

❖

راز کیسے ہیں کہ جو دل پہ عیاں ہوتے ہیں
نعت لکھتا ہوں تو پھر اشک رواں ہوتے ہیں

گنگ لفظوں کی قطاریں سی لگی رہتی ہیں
جذبے آنکھوں کی وساطت سے بیاں ہوتے ہیں

کعبۂ جاں میں تواتر سے صدا گونجتی ہے
یوں بلالِ حبشیؓ محوِ اذاں ہوتے ہیں

کارِ دُنیا میں اُلجھنے سے یہ احساس ہوا
ذکرِ طیبہ کے بنا لمحے گراں ہوتے ہیں

باریابی کا شرف ملتا ہے درویشوں کو
اُنؐ کی چوکھٹ پہ کھڑے کتنے شہاں ہوتے ہیں

اپنی جانوں سے ہے ناموسِ رسالتؐ بڑھ کر
اُنؐ پہ قربان سبھی خرد و کلاں ہوتے ہیں

ہم گنہگار سہی آپؐ کی اُمت میں ہیں
بات ایسی ہے کہ ایسے بھی کہاں ہوتے ہیں

❖

جب بھی درپیش مصیبت کی گھڑی ہوتی ہے
آپؐ کی ذات مرے ساتھ کھڑی ہوتی ہے

جب خیالوں میں مضافاتِ مدینہ آئیں
چشم کے صحن میں اشکوں کی جھڑی ہوتی ہے

تیرہ بختوں سے کہو سر کو جھکا کر دیکھو
روشنی آپؐ کے قدموں میں پڑی ہوتی ہے

ذکرِ احمدؐ ہی سے تسکین ملی ہے اُس دم
جب کبھی ذات مری مجھ سے لڑی ہوتی ہے

درسِ اُمید ملا شہؐ سے کچھ ایسے کہ سدا
اک کرن سینۂ ظلمت میں گڑی ہوتی ہے

آپؐ کی شان تو بڑھتی ہے مسلسل عابدؔ
جب بھی دُشمن نے کوئی بات گھڑی ہوتی ہے

❖

منبعِ معرفت ، آگہی ہے وحی
نُور ہی نُور ہے ، روشنی ہے وحی

آپؐ کی بات بھی ، ربّ ہی کی بات ہے
آپؐ کی گفتگو کی لڑی ہے وحی

پوری انسانیت کے لیے رہنما
اور کوئی نہیں ، بس وحی ہے وحی

آسمانوں سے گو اِس کو بھیجا گیا
پر زمیں سے کہیں پھوٹتی ہے وحی

جھوٹ اور مکر کے جال کو توڑ کر
حق کی تائید بس کر رہی ہے وحی

اِس بنا، حیثیت زندگی کی ہے کیا
جسم میں رُوح تو پھونکتی ہے وحی

❖

اُنؐ کا ہے پیغام آفاقی اور مخاطب سب انسان
یہ پیغام سکوں ہے دل کا اور دماغ کا اطمینان

جس کا جی چاہے آ بیٹھے ، رُوح و چشم کی بھوک مٹے
اُنؐ کی سخاوت افلاکی ہے ساری زمین ہے دسترخوان

اللہ اللہ کیسے تھے اصحابؓ کہ جب بھی ملتے تھے
اک دُوجے سے پوچھتے رہتے کیسا آپ کا ہے ایمان

جنگ میں بوڑھے، عورتیں، بچے، کھیت تلک محفوظ رہیں
اپنے ماننے والوں کو تھا پیارے نبیؐ کا یہ فرمان

دھیان مدینے کا جب ہو تو رُوح بھی بھیگنے لگتی ہے
اک سرشاری چھا جاتی ہے، جیسے اُترا ہو نروان

ربّ چاہے تو پھر حاضر ہوں روضۂ اقدس پر ہم بھی
لب پہ سلام کے نغمے ہوں اور ہاتھ میں نعتوں کا دیوان

نامِ خدا پر ملک بنا تھا، نامِ خدا پر قائم ہے
گنبدِ خضرا دیکھ رہا ہے خاص نظر سے پاکستان

❖

تمام انسانیت کے محسنؐ ، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر
سماں ہو راتوں کا یا کہ ہو دن، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر

یہ بوندا باندی جو ہو رہی ہے، ہمارے اشکوں کو دھو رہی ہے
اُنہی کی رحمت کی ہے یہ رِکن مِن، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر

پہنچ رہی ہے حضورؐ ڈالی ، سلام والی ، درود والی
نہیں ہے شک اِس میں کوئی ممکن ،سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر

جو اُنؐ کی رحمت کی حد نہیں ہے، تمیزِ نیک اور بد نہیں ہے
تو لوگ کیوں بھیجتے ہیں گن گن ، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر

کوئی حسد سے جو جل رہا ہے، زباں سے آتش اُگل رہا ہے
ہمارا اُس کو جواب لیکن، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر

درود حالِ نبیؐ پہ بھیجو ، سلام آلِ نبیؐ پہ بھیجو
کبیر سن ہوں کہ یا ہوں کم سن ، سلام اُنؐ پر درور اُنؐ پر

ہزار اپنی ریاضتیں ہوں ، ہزار عابدؔ عبادتیں ہوں
ہمارا کوئی نہیں ہے اُنؐ بِن، سلام اُنؐ پر درود اُنؐ پر

❖

نمو کی سمت بتانے کو برگِ نعت آیا
کہ شاخِ فکر بچانے کو برگِ نعت آیا

گناہِ کردہ کی پاداش میں جب عریاں تھا
مرے عیوب چھپانے کو برگِ نعت آیا

سخن کی شاخ کہیں سوکھتی ہی جاتی تھی
سو اس کو سبز بنانے کو برگِ نعت آیا

ہوائے شہرِ دل و جاں بہت مکدر تھی
کدورتوں کے مٹانے کو برگِ نعت آیا

یہ میری روح کی بالیدگی کا ضامن ہے
کہ شاخِ ذات سجانے کو برگِ نعت آیا

اُجڑ چلی تھی ہتھیلی مرے مقدر کی
پھر اِس میں رنگ رچانے کو برگِ نعت آیا

عجیب کانٹے سے اُگنے لگے تھے رستے میں
پھر اِس میں پھول کھلانے کو برگِ نعت آیا

مطلعاتی نعت

سنہری جالیوں سے نور چھنتا ہے رسالت کا
یہی عرفان کا ماخذ ، یہی منبع ہدایت کا

ثویبہ نے دیا تھا شوق سے مژدہ ولادت کا
صلہ اُس کو یقیناً مل گیا تحدیثِ نعمت کا

اُسی کی سمت جاتا ہے ہر اک رستہ سعادت کا
کُھلا ہے کُل جہاں کے واسطے اک باب رحمت کا

شبِ معراج ہو یا ہو کوئی منظر قیامت کا
اُنہی کو تاج سجتا ہے نبوت کی امامت کا

اُنہی کے صحن سے پُھوٹا شجر امن و محبت کا
اُنہی کے گھر سے نکلا ہے علم رسمِ شہادت کا

قیامت تک رہے گا معتبر رستہ شریعت کا
کہ یہ منشور ہے حسن ِ فلاح ِ آدمیت کا

اِدھر نکلے ، اُدھر سے اک اشارہ ہو شفاعت کا
سُن اے عابدؔ مزا تب ہے ترے اشکِ ندامت کا

مثنوی سیرتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اور ہم نے تمھیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے

الانبیآء: آیت ۱۰۷

اک جہالت کی گھٹا چھائی تھی دُنیا بھر میں
ظلم ہی ظلم بپا رہتا تھا بحر و بر میں

خیر اور شر میں کوئی فرق نہ کر سکتا تھا
ظلم کا سیل کسی وقت بپھر سکتا تھا

رحمتِ باری جو پھر جوش میں آئی یکبار
اور نمایاں ہوئے ہر سمت بدلتے آثار

وادیٔ بطحا میں اک نور برسنے کو تھا
ابرِ رحمت کوئی بھر پور برسنے کو تھا

تیرہ و تار فضاؤں کا مقدر چمکا
فرقِ افلاک پہ اک ماہِ منور چمکا

جبر کی رات چھٹی ، مہرِ نبوت اُبھرا
ظلم کی رات کٹی ، مہرِ نبوت اُبھرا

دشتِ گُم راہی کی راہوں میں ہدایت پھیلی
ہر طرف روشنیٔ رحمت و رافت پھیلی

خلوتِ خاص میں جبریلِ امیںؑ آئے تھے
اور پیغام ِ خدا اُن کے لیے لائے تھے

زملونی کی صدا گوشِ خدیجہؓ نے سُنی
راہِ اسلام اُسی لمحے میں فی الفور چُنی

ٹھیک آغازِ رسالت میں علیؓ ساتھ رہا
زیدؓ و بوبکرؓ نے بھی آپؐ کو لبیک کہا

اقربا کو جو بلایا کہ مرا ساتھ تو دو
میرے ہاتھوں میں محبت کا ذرا ہاتھ تو دو

سُورما جتنے بھی بیٹھے تھے وہ خاموش رہے
سر بہ زانو تو کئی چہرہ بہ آغوش رہے

ایک کم سن جو علیؓ ابنِ ابی طالبؑ تھے
اُٹھ کے گویا ہوئے یوں سب پہ وُہی غالب تھے

گرچہ کمزور ہوں پر آپؐ کا ساتھی ہوں میں
دُنیا و عقبیٰ میں بس آپؐ کا بھائی ہوں میں

کوہِ فاران کی چوٹی سے بلایا سب کو
حق کا پیغام محبت سے سنایا سب کو

اہلِ شرک اپنی عداوت کی حدوں سے گزرے
اور شقی اپنی شقاوت کی حدوں سے گزرے

دین کے واسطے اک کعبۂ امکاں ٹھہرا
ابنِ ارقمؓ کا مکاں مرکزِ ایماں ٹھہرا

شہر والوں کے مظالم کی کہانی کہتی
خوف کی ایک فضا سر پہ مسلّط رہتی

سب قبیلوں نے کیا عزم نرالا آخر
آلِ ہاشم کو دیا دیس نکالا آخر

میزباں اُن کی بنی شعبِ ابی طالبؑ تھی
کیسی قسمت کی دھنی شعبِ ابی طالبؑ تھی

بیعتِ عقبہ ہوئی ، اہلِ مدینہ آئے
وُہ بھی یہ چاہتے تھے اُن کو بھی جینا آئے

رات ہجرت کی پھر آئی کہ مدینے جائیں
اور مدینے کی طرف خاص خزینے جائیں

گھر سے نکلے تو کئی ہاتھ تھے تیغیں تانے
دستِ قدرت نے بکھیرے سبھی تانے بانے

دوست اک ساتھ رہا سارے سفر میں حاضر
دُوسرا ڈٹ کے رہا کارِ نبیؐ کی خاطر

روز کہتے ہوئے جاتے تھے ، حضورؐ آتے ہیں
لوگ دوڑے ہوئے آتے تھے ، حضورؐ آتے ہیں

بچیاں جھوم کے گاتی تھیں طرب کے نغمے
خاص لہجے میں ، عجب لے میں ، عرب کے نغمے

آرزو تھی یہ ہر اک دل میں کہ امکان بنیں
سرورِؐ ہر دو جہاں اُس کے ہی مہمان بنیں

سب کا دل رکھنے کو پھر شاہؐ نے فرمایا تھا
اور اِس قول پہ ہر اک کو یقیں آیا تھا

اُونٹنی بیٹھ گئی جس کے بھی گھر کے آگے
بس سمجھ لو کہ مقدر ہیں اُسی کے جاگے

قرعۂ فال پڑا پھر ابو ایوبؓ کے نام
اُن ہی کے گھر میں ہوا رحمتِ عالمؐ کا قیام

جاں نثاری میں تھے انصارِ مدینہ کامل
بُردباری میں تھے انصارِ مدینہ کامل

جاں سُپاری میں تھے انصارِ مدینہ کامل
رسمِ یاری میں تھے انصارِ مدینہ کامل

دو گروہوں میں مواخات کی رکھی بنیاد
یوں معیشت میں مساوات کی رکھی بنیاد

مانتے والوں کو سکھلائے تمدن کے اصول
اور نمونہ تھے سبھی کے لیے افعالِ رسولؐ

اہلِ صفّہ بھی تھے اخلاص کے پیکر سارے
سیکھتے اور سکھاتے تھے وُہ مل کر سارے

مسئلہ ایک مگر تھا یہ مسلمانوں کو
ایک خطرہ تھا مسلسل ہی یہ ایمانوں کو

تھے مخالف پہ بہ ظاہر وہ موافق ہوتے
اہلِ ایماں کے مقابل میں منافق ہوتے

نت نئی سازشیں ہر روز وُہ کرتے رہتے
جھوٹ میں طاق تھے ، الزام بھی دھرتے رہتے

اہلِ مکہ بھی عداوت میں بڑھے جاتے تھے
کوئی دن تھا کہ لڑائی کے لیے آتے تھے

ایک دن بدر کے میدان میں فوجیں آئیں
اور طغیانی میں پھر جنگ کی موجیں آئیں

کفرو ایمان کچھ اِس طرح مقابل آئے
جیسے مقتول خوشی میں پسِ قاتل آئے

پُوری دُنیا میں یہی راہِ ہدایت پر تھے
تین سو تیرہ نفس حق کی حفاظت پر تھے

ایک گھمسان کا رن ایسا پڑا تھا اُس دن
جب کہ ابلیس بھی مایوس کھڑا تھا اُس دن

رَبِّ کعبہ نے فرشتوں کی مدد بھیجی تھی
فتح مل جانے کی گویا کہ سند بھیجی تھی

عتبہ و شیبہ کا اُس روزنصیبا پھُوٹا
بُو جہل قتل ہوا، کفر کا غلبہ ٹوٹا

بعد اُس کے بھی فلک نے کئی منظر دیکھے
معرکہ ہائے اُحد خندق و خیبر دیکھے

کتنے غزوات میں اللہ نے نصرت کی تھی
قوتِ کفر اِسی طرز میں غارت کی تھی

ایک وقت آیا کہ عمرے کی سعادت کے لیے
یادِ کعبہ میں نکل آئے زیارت کے لیے

کچھ صحابہؓ بھی تھے ہمراہِ رسولِ اکرمؐ
راہِ تشویق میں ہر آنکھ تھی گویا پُرنم

کعبے جانا یوں سرِ عام گوارا کب تھا
اہلِ مکہ کو یہ اقدام گوارا کب تھا

دشمنی چونکہ ازل ہی سے تھی دل میں پالی
مکہ جانے میں بہر طور رکاوٹ ڈالی

طے یہ پایا کہ مسلمان پلٹ جائیں گے
سال بھر بعد پھر عمرے کے لیے آئیں گے

مصلحت پیش رہی ، صُلح کی تحریر لکھی
جوش سے بچتے ہوئے ہوش کی تدبیر لکھی

یوں بظاہر ہوئی پسپائی پہ حیرانی سی
اہلِ ایماں کو ہوئی تھوڑی پریشانی سی

اُن کے مایوس دلوں پر یوں سکینت اُتری
سورہ فتح کی صورت میں بشارت اُتری

پھر مسلمان پلٹ آئے مدینے کی طرف
ایک پُر امن سمندر کے سفینے کی طرف

پُرسکوں دور ملا امن کے پیغمبرؐ کو
تاکہ پیغامِ خدا جا سکے دُنیا بھر کو

بادشاہوں کو مکاتیب لکھے دعوت کے
ایلچی پھیل گئے چاروں طرف حضرتؐ کے

کچھ نے لبیک کہا اور وُہ مامون رہے
کچھ نے انکار کیا اور وُہ ملعون رہے

کچھ بھی انجام ہوا، کارِ نبوت تو ہوا
پُوری دُنیا کے لیے درسِ ہدایت تو ہوا

امن قائم تھا مدینہ و مضافات کے بیچ
وسوسے کوئی نہ آتے تھے خیالات کے بیچ

دفعتاً خبریں مدینے میں یہ آئیں غم ناک
عہد شکنی میں ہوئے چند قبائل بے باک

حکم صادر ہوا دشمن کی ذرا کھوج رہے
گھوڑے تیار رہیں اور بہم فوج رہے

حکمت و آگہی اور طالعِ بیدار بہم
کچھ ہی عرصے میں ہوا لشکرِ جرّار بہم

عزم و ہمت میں جو ایمان کا ادغام ہوا
جانبِ مکہ رواں لشکرِ اسلام ہوا

سرفروشی کے تھے جذبات فراواں دل میں
بڑھتے جاتے تھے لیے شمعِ فروزاں دل میں

جیسے ہی سنتے تھے فرمانِ رسولؐ برحق
بس ہوئے جاتے تھے قربانِ رسولؐ برحق

آخرش وادی بطحا میں یہ لشکر اُترا
صورتِ قہرو غضب کفر کے سر پر اُترا

چشمِ دشمن میں ہوا فوجی بہاؤ روشن
ہر سپاہی نے کیا اپنا الاؤ روشن

حق کی بیعت کے لیے لوگ چلے آتے تھے
اور ایمان کی دولت بہ رضا پاتے تھے

حق بجانب تھا بظاہر وُہ یہ کلمہ کہہ کر
بول اُٹھا کوئی جذبات کی رو میں بہہ کر

آج بدلے کا ہے دن ہو گا برابر بدلہ
کچھ بھی ہو، لیں گے مظالم کا سراسر بدلہ

جب سُنا رحمتِ عالم ؐ نے تو فوراً جھڑکا
آج بدلے کا نہیں دن ہے یہ رحمت والا

امن کا ، چین کا گہوارہ فلک نے دیکھا
فتحِ مکہ کا یہ نظارہ فلک نے دیکھا

کیسے فاتح تھے ، کجاوے پہ جُھکے آتے تھے
عاجزی چہرۂ انور پہ لیے آتے تھے

ایک چھتنار پرِ کاہ ہوا تھا اُس دن
گھر عدو کا بھی پنہ گاہ ہوا تھا اُس دن

کیسی طغیانی تھی اُس بحرِ کرم میں اُس روز
ایک اعلان ہوا صحنِ حرم میں اُس روز

رحمتِ عام ہے سب کے لیے کافی لوگو!
عامتہ النّاس کو ہے عام معافی لوگو!

پھر بنے شیرِ خدا شانۂ اقدس کے سوار
جتنے بُت صحن ِ حرم میں تھے کیے سب مسمار

شرک رُخصت ہوا کعبے کی فضا سے آخر
کفر معدوم ہوا شہرِ خدا سے آخر

کان سُنتے تھے تو کانوں کو یہ بھاتی تھی صدا
ہرطرف نغمۂ توحید کی آتی تھی صدا

کیسی حکمت سے ، تدبر سے سمیٹا ہر کام
پیش آنے ہی نہ پایا کوئی خونیں اقدام

شہر سے دُور کہیں لوگ مگر آئے تھے
کچھ قبیلے تو بغاوت پہ اُتر آئے تھے

اپنا سب مال و منال ، اسپ و شتر لائے تھے
اِن کی سرکوبی کو پھر شاہؐ نکل آئے تھے

نصرتِ حق کی ، خُداوندی مدد کی یادیں
پھر ہوئیں تازہ وُہی بدر و اُحد کی یادیں

فضلِ ربّانی ہوا، جنگ کا ثمرہ پایا
معرکہ ختم ہوا، مالِ غنیمت آیا

بسکہ منظور تھی تالیفِ قلوبِ لشکر
اہلِ مکہ کو ملا مالِ غنیمت بڑھ کر

نوجوانانِ مدینہ کی کسی مجلس میں
بحث تھی کون سی ہو سکتی ہے حکمت اِس میں

سر کٹانے میں دریغ ہم بھی نہیں کرتے ہیں
بات کرتے ہیں ، بزرگوں سے مگر ڈرتے ہیں

دل میں ارمان تو آنکھوں میں نمی پاتے ہیں
اپنے حصے میں کہیں ہم تو کمی پاتے ہیں

تھی خبر ایسی کہ لشکر میں بھی پھیلی آخر
بات دربارِ رسالتؐ میں یہ پہنچی آخر

ایک تشویش سی لہرائی رُخِ انور پر
ناگواری سی تھی اک چہرۂ پیغمبرؐ پر

دھیان کرتے ہوئے بیکار کی سوچوں کی طرف
خود حضورؐ آ گئے انصار کے خیموں کی طرف

اور فرمایا ملے دولتِ دُنیا سب کو
اور تم لے کے چلو ساتھ رسولؐ ربّ کو

اب کہو کیسی تجارت ہے یہ برکت والی
ترکِ دُنیا کے عوض دولتِ عقبیٰ پالی

سُن کے کہرام مچا اہلِ صفا کی صف میں
ایک طوفان اُٹھا اہلِ وفا کی صف میں

داغ یوں اپنی ندامت کے سبھی دھوتے تھے
گریہ کرتے تھے کہ انصار لہو روتے تھے

فتحِ مکہ ہو کہ ہوں بدرو حُنین و خیبر
اہلِ کیں کھیت رہے پیشِ رسولِؐ اطہر

اہلِ ایمان کے کردار نکھرتے ہر بار
حق کے معیار پہ وہ پورا اُترتے ہر بار

اب کے در پیش مگر ایک محاذ ایسا تھا
جس سے معلوم یہ ہو کون ، کہاں ، کیسا تھا

شاہِ غسّان نے اسلام کو للکارا تھا
قابلِ دید وہ ایمان کا نظارہ تھا

اپنی مسجد میں صحابہؓ کو بلایا شہہؐ نے
حق کے رستے میں نکلنے کا بتایا شہہؐ نے

خود کو آزاد کریں انجمن و محفل سے
دام و درہم بھی کریں جمع خلوصِ دل سے

حسبِ توفیق نہیں ، اِس سے بھی آگے بڑھ کر
سب چلے آتے تھے ہاتھوں میں لیے مال و زر

سرفروشانِ وفا دشتِ بلا میں نکلے
جاں نثارانِ نبیؐ راہِ خدا میں نکلے

سخت مشکل میں گھرے اہلِ نفاق آتے تھے
کینہ و بغض کی آتش میں جلے جاتے تھے

راہ سنسان ، کٹھن اور تھیں جانیں رنجور
کالے کوسوں پہ پڑی منزلِ مقصود تھی دُور

گرمیٔ راہِ تبوک ایسی تھی ، جلتے تھے بدن
بھوک اور پیاس کی آتش میں پگھلتے تھے بدن

صبر کا جب کہیں پیمانہ چھلک اُٹھتا تھا
اہلِ ایماں کا وہیں شوق بھڑک اُٹھتا تھا

جنگِ خوں ریز کے آثار لیے اُترا تھا
دشمن اک لشکرِ جرّار لیے اُترا تھا

گرچہ تعداد میں برتر تھا مقابل لشکر
لیکن اللہ کی رحمت تھی مُسلمانوں پر

اک فضا خوف کی چھائی تھی عدو کی صف پر
ربّ نے اک دھاک بٹھائی تھی عدو کی صف پر

ہو گئے وعدہ و پیمان بِنا جنگ کیے
سُرخرو ٹھہرے مسلمان بِنا جنگ کیے

زندگی امن کی اور چین کی جینے کی طرف
قافلہ شوق کا لوٹ آیا مدینے کی طرف

جس کے بیٹوں نے کبھی ظلم و ستم ڈھایا تھا
اب وُہی سارا عرب زیرِنگیں آیا تھا

جن قبائل میں تھی صدیوں سے عداوت جاری
اب ہوئے جاتے تھے اک دُوجے پہ صدقے واری

ربّ کی رحمت سے ملا اُن کو نبیؐ کا سایا
کچھ کو دُنیا بھی ملی ، دین تو سب نے پایا

اپنے دامن میں خداوند کی رحمت لے کر
ایک دن آیا عجب ایک بشارت لے کر

قصدِ ذی شان کیا حج کا رسولِؐ حق نے
عام اعلان کیا حج کا رسولِؐ حق نے

ایک سرشاری کا عالم تھا مدینے بھر میں
ہر کوئی جانے کو تیار تھا ربّ کے گھر میں

زیرِ نگرانیٔ پیغمبرِؐ طیّب ، طاہر
قافلہ حج کا چلا جانبِ مکّہ آخر

راستے بھر میں جو آتے تھے قبائل اکثر
کچھ نکل پڑتے تھے ہمراہِ رسولِؐ اطہر

جن کو تھوڑے سے میسّر جو وسائل ہوتے
وُہ بھی اِس قافلۂ خیر میں شامل ہوتے

خیر سے ختم کیا جب یہ سفر لوگوں نے
کلمۂ شکر پڑھا کھول کمر لوگوں نے

ہادیٔ حق کے تتبع میں جو باندھے احرام
سب کی کوشش تھی کہ سمجھیں سبھی حج کے احکام

حکمِ پیغمبرِؐ دیں تھا کہ مناسک سیکھو
حج کا ہر رُکن مرے طرزِ عمل سے جانچو

جب حضورؐ اُترے حرم میں تو حرم شاداں تھا
اپنی قسمت پہ تو خود صحنِ حرم نازاں تھا

اوج پر اُمّتِ احمدؐ کا ستارہ دیکھا
یومِ عرفہ کو فلک نے وُہ نظارہ دیکھا

سرزمینِ تہی دستور کو رونق بخشی
آپؐ نے جب جبلِ نُور کو رونق بخشی

ایک دریائے فصاحت تھا کہ بہہ نکلا تھا
لفظ ہوتے ہی ادا دل میں اُتر جاتا تھا

خطبہ ارشاد کیا ایسا رسولِؐ حق نے
ایک دستور دیا ایسا رسولِؐ حق نے

دلنشیں ایسا وُہ خطبہ تھا شہہِ عالمؐ کا
تاقیامت ہے جو منشور بنی آدمؑ کا

نسل کے جتنے تفاخر تھے مٹایا سب کو
اور مساوات کا اک درس سکھایا سب کو

جان اور مال کو تقدیس عنایت کردی
آبرو فرد کی نسلوں کی امانت کردی

پوری اُمّت کو عمل کا یہ نمونہ بخشا
اپنے قانون کو خود ذات پہ لاگو رکھا

احسن انداز میں پہنچا دیا پیغامِ خدا
دیں کی تکمیل کی صورت ملا انعامِ خدا

بابِ روشن ہے یہ سیرت کا ، یہ درسِ حج ہے
وقت کے سینے میں محفوظ وداعِ حج ہے

سورۂ نصر تھی تکمیلِ نبوّت کی نقیب
وقتِ رُخصت کہیں پیغمبرِؐ حق کا تھا قریب

حج سے آ کر ابھی گزرا ہی تھا کچھ وقتِ قلیل
طبعِ پیغمبرؐ دیں رہنے لگی قدرے علیل

چلنا پھرنا ہوا موقوف کہ جانا ٹھہرا
حجرۂ عائشہؓ اب اُن کا ٹھکانا ٹھہرا

جسمِ اطہر پہ حرارت کی جو شدّت ہوتی
دیکھتے سب رُخِ انور پہ دمکتے موتی

گیلے ہاتھوں کو جبیں پر بھی وُہ گاہے رکھتے
اپنے پیاروں کے دلوں پروُ ہ یوں پھاہے رکھتے

پیاری بیٹی کے لیے غم کے تھے عنوان بہت
اہلِ بیتؓ اور صحابہؓ تھے پریشان بہت

آخرِ کار جو ہونی تھی وُہ ہو کر ہی رہی
پردہ فرمایا نبیؐ نے ، کڑی اُفتاد پڑی

موسمِ گریہ اُتر آیا تھا ہر اک گھر میں
صف تھی ماتم کی بچھی آج مدینے بھر میں

ایک نورانی جلوس آیا فرشتوں والا
رُوحِ قدسی جو چلی سوئے رفیقِ اعلیٰ

غم کا اظہار کیا خون کے آنسو رو کر
اہلِ ایمان پریشاں تھے سہارا کھو کر

لیکن اللہ پہ تھا سب کو یقینِ کامل
دولتِ صبر ہوئی خیر سے سب کو حاصل

رحمت و رافت و عظمت کا یہ محور ٹھہرا
منبعِ جود و سخا روضۂ اطہر ٹھہرا

استغاثہ ہے حضورؐ آپؐ کے در کے آگے
سر جھکائے ہیں کھڑے آپؐ کے گھر کے آگے

کپکپی خوف کی جسموں پہ ابھی طاری ہے
آنکھ سے اشکِ ندامت کی جھڑی جاری ہے

راہ گُم کردہ ہوئی آپؐ کی اُمّت ساری
ہم نے چہروں پہ ملی دہر کی ذلّت ساری

ہم نے مانا ترے آئین کو ہم نے چھوڑا
سورۂ عصر کو ، والتّین کو ہم نے چھوڑا

تیری تعلیم کے انوار سے ہم دُور ہوئے
تیری کشتی ، ترے پتوار سے ہم دُور ہوئے

اور طوفانِ حوادث نے ہمیں گھیرا ہے
اپنے گھر روز بلاؤں کا کوئی پھیرا ہے

ہم کہ پاتال میں گرتے ہی چلے جاتے ہیں
ظلمتِ دہر میں گھرتے ہی چلے جاتے ہیں

روشنی ہم کو ہدایت کی عطا کر دیجے
دامنِ یاس کو اُمید سے پھر بھر دیجے

ہو نگاہِ کرمِ خاص ہمارے حق میں
تاکہ حالات ہوں کچھ راس ہمارے حق میں

علم و تحقیق کی دولت ہمیں ارزانی ہو
دین و دُنیا کی کمائی کی فراوانی ہو

نامور پھر سے ہوں کچھ اہلِ دول کی صف میں
سُرخرو ہم بھی ہوں اقوام و ملل کی صف میں

آپؐ کے نام کی عظمت پہ خدا کی رحمت
آپؐ کے کام کی عظمت پہ خدا کی رحمت

آپؐ کے ذکر کی رفعت پہ سلام و رحمت
آپؐ کی فکر و ہدایت پہ سلام و رحمت

آپؐ کی رحمت و رافت پہ سلام و رحمت
آپؐ کی وسعتِ رحمت پہ سلام و رحمت

❖❖❖❖❖

”قطعہ در تحدیثِ نعمت“

ایک نگاہِ خاص نبیؐ کی اور خدا کی شان
کیا بتلاؤں کیسے اترا نعت کا یہ دیوان
کیا معلوم یہ محشر میں بھی میرے ہاتھ میں ہو
شاید ہو جائے یہ میری بخشش کا سامان

سلام

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجمَعِین

❖

سلام ربّ کے رسولؐ پر ہو
سلام زہرا بتولؓ پر ہو

سلام عمِّ رسولؐ پر ہو
سلام اُن کے اصول پر ہو

سلام صدیقِؓ بے ریا پر
سلام فاروقِؓ با صفا پر

سلام عثمانِؓ با حیا پر
سلام حیدرؓ شہہِ ولا پر

سلام اُمّت کی ماؤں پر ہو
سلام خضرا کی چھاؤں پر ہو

سلام شعبِ مقاطعہ پر
سلام اہلِ مباہلہ پر

سلام ہجرت کے راہرووں پر
سلام حق کے مسافروں پر

سلام انصارؓ کی وفا پر
سلام اصحابؓ کی ادا پر

سلام اُس درسِ اوّلیں پر
سلام صُفّہ کے ہر مکیں پر

سلام بدری صحابیوں پر
سلام گردوں کے لشکروں پر

سلام عباسؓ خیر پر ہو

سلام حمزہؓ سے شیر پر ہو
سلام عشرہ مبشّرہ پر
سلام مولا کی اِس رِضا پر

سلام طرزِ حسنؓ سخی پر
سلام صلح کی برتری پر

سلام نانا کے چین پر ہو
سلام مولا حسینؓ پر ہو

سلام کربل کے شیرِ نر پر
سلام عباسِؓ نامور پر

سلام زہراؓ کی لاڈلی پر
سلام زینبؓ کی رہبری پر

سلام اکبر سی آس پر ہو

سلام اصغر کی پیاس پر ہو

سلام شبّرؓ کے ترجماں پر
سلام قاسمؓ سے نوجواں پر

سلام زینبؓ کے لاڈلوں پر
سلام ممتا کی شفقتوں پر

سلام پیاسی سکینہ تم پر
سلام بی بی سکینہ تم پر

سلام عابدؓ کی ہتھکڑی پر
سلام عابدؓ کی بے گھری پر

سلام زنداں کے صحن پر ہو
سلام زینبؓ کے لحن پر ہو

سلام اُمّت کے اولیا پر